تلخیص و ترجمہ

اسوۂ حسنہ

(مترجم مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (فاضل دیوبند)

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معجزوں کی عظمت و رفعت کے سامنے زمین اور آسمان پانی اور ہوا پر صادر ہونے والا بڑے سے بڑا مادی معجزہ بے حقیقت معلوم ہوتا ہے لاریب سرکار کے علم و حلم، صبر و برداشت، تواضع و ایثار، صدق و اخلاص، اور عفو و درگذر کے کھلے معجزے، اہل عرب کے لئے، سنگریزوں کی تسبیح، چاند کے انشقاق، درختوں کی حرکت اور پتھروں کی نرمی سے زیادہ حیرت انگیز تھے یہ اس لئے کہ مادی معجزے کاہنوں کی کہانت اور جادوگروں کے جادو سے ایک قسم کی ظاہری مشابہت رکھتے تھے لیکن روحانی معجزے اس شبہ سے بالکل خالی تھے، اگر اخلاقِ عالیہ و اوصافِ غالیہ کی زبردست طاقت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو صرف معجزات و خوارق کے بل بوتے پر ناممکن تھا کہ آپ اپنے پیرووں کے دماغوں پر وہ دسترس حاصل کر سکتے جو آپ نے حاصل کی، اور دلوں کو اس طرح فتح کر سکتے جس طرح فتح کیا۔ آخر کیا بات تھی کہ بلال حبشی، صہیب رومی، عمار بن یاسر، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم نے سخت سے سخت تکلیفیں سہیں اور یاسر و خبیب رضی اللہ عنہما نے جسم و جان کے رشتہ کو قطع کرنا گوارا کیا مگر رسول اکرم صلعم کے دامن کو چھوڑنا پسند نہ کیا یہ آپ کے "خلق عظیم" ہی کا کرشمہ تھا اس لئے فرمایا گیا

ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا　　　اگر آپ درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو

من حولك   یہ سب آپ کو چھوڑ بھاگتے

آپ قوی دل اور بلند ہمت تھے، آپ اس قوم کو توحید کی دعوت دیتے ہوئے ذرا نہ جھجکتے جس کے متعلق آپ کو معلوم تھا کہ وہ ظالم و جابر، وحشی، خونخوار ہے اپنے مذہب کی اپنی آبرو سے زیادہ عزت کرتی ہے، اور اپنے بتوں سے اپنی اولاد سے زیادہ محبت رکھتی ہے اور جس کا قول ہے

ائنا لتارکوا الهتنا لشاعر مجنون   کیا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے اپنے بتوں کو چھوڑ دیں گے۔

ذرا اس منظر کا تصور کرو، چاروں طرف دشمنوں کا مجمع ہے، ہر جانب کفر کا تسلط ہے، لیکن جب حکم خداوندی پہنچتا ہے

فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین   تم کو جو حکم دیا جاتا ہے اسے کھول کر سناؤ اور مشرکوں کی پروا نہ کرو

تو خدا کا اولوالعزم پیغمبر، سید ھا کوہ صفا پر جا چڑھتا ہے، اور نام بنام ایک ایک قبیلہ کو پکارتا ہے اور انہیں حق کا پیغام سناتا ہے، اور عذاب الٰہی سے ڈراتا ہے، آپ کی زبان سے یہ غیر متوقع کلمات سنکر کافر مذاق اڑاتے ہیں، اور ایک بدبخت کھ اٹھتا ہے تباً لك یا محمد الهذا جمعتنا   اے محمد تم ہلاک ہو، کیا اسی لئے تم نے ہم کو جمع کیا تھا؟ اور پھر آپ کی منظم مخالفت شروع ہو جاتی ہے،

آپ کو کفرستان میں اپنے دین کی کامیابی کا اسی طرح یقین تھا جس طرح رات کی اندھیری کے بعد دن کی روشنی کا یقین ہوتا ہے، قریش آپ کا مذاق اڑاتے تھے آپ پر فقرے کستے تھے لیکن آپ اطمینان و یقین کی پوری طاقت کے ساتھ فرماتے تھے:۔

اے جماعت قریش! تھوڑے ہی دن بعد میری دعوت سے تمہارا انکار اقرار سے بدل جائے گا، اور مجھ سے تمہاری عداوت محبت میں تبدیل ہو جائے گی،

آپ حلیم و کریم تھے۔ آپ کی قوم آپ کی تذلیل و تحقیر اور تکلیف و ایذا میں کوئی کسر

نہ چھوڑتی تھی، آپ کی نورانی پیشانی پر کیچڑ پھینکی جاتی تھی، اور آپ کی پشت مبارک پر نجاست ڈالی جاتی تھی، لیکن آپ کے ماتھے پر بل نہ آتا تھا۔ ذرا سفر طائف کا نظارہ دیکھو، خدا کا مقدس پیغمبر خدا کے دین کا پیغام لیکر قبائل ثقیف میں پہنچا تو ان بدبختوں نے دعوت حق کا خندۂ واستہزا سے جواب دیا شہر کے غنڈے آپ کے پیچھے لگا دیئے جنہوں نے اتنی سنگباری کی کہ آپ کی جبین مبین خونا خون ہو گئی اور زخموں سے چور ہو کر بستی سے باہر ایک باغ میں پناہ گزیں ہوئے اس حالت میں آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تو فرمایا اے اللہ

ان لم یکن بك علی غضب فلا ابالی اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو میں ان تکلیفوں کی پروا نہیں کرتا

آپ بلند ارادہ اور پختہ عزیمت تھے، اپنی قوم میں تیرہ سال تک خدا کے دین کا بلاوا دیتے رہے اس بلاوے کو آپ کی قوم کے گنے چنے ہی خوش قسمت افراد نے قبول کیا، لیکن مایوسی آپ کے پاس نہ پھٹکی۔ مہربان چچا ابو طالب، جن سے کچھ پشت پناہی کی امید تھی، جب ایک دفعہ دشمنوں کی دھمکیوں سے وہ بھی مرعوب ہو گئے اور کہنے لگے اے محمد تم مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے میں برداشت نہ کر سکوں تو آپ نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا۔

اللہ کی قسم، اگر میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند دے کر کہا جائے کہ کامیابی یا موت سے پہلے میں اپنے مشن کو چھوڑ دوں تو بھی میں ہرگز نہ مانوں گا۔ سرکار اسی طرح اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف رہے حتی کہ آپ کو وحی آلہی کی زبان سے معلوم ہو گیا کہ مکہ دعوت اسلام کا مرکز اور نیر اسلام کا مطلع نہیں بن سکتا اب آپ نے اشارۂ خداوندی کے ماتحت مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی، جہاں اسلام نے گوشۂ سکون کو چھوڑ کر راہ حرکت اختیار کی اور خاموش تبلیغ بلند آہنگ نعرہائے تکبیر میں تبدیل ہو گئی ۔ واقعہ ہجرت تاریخ اسلام کا ابتدا اسی لئے قرار پایا کہ وہ اسلام کی بلند روایات کا ایک بہترین نمونہ اور داعی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے جذبۂ ثبات علی الحق وجہاد فی سبیل اللہ کی ایک عمدہ یادگار ہے۔ حضور نے اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لئے اپنے وطن کو ترک کیا اپنے عزیزوں سے جدائی اختیار کی، پھر بھی مخالفین نے پیچھا نہ چھوڑا، انھوں نے آپ کو روکنے کی کوشش کی اس لئے نہیں کہ انھیں آپ کی جدائی شاق تھی، بلکہ اس لئے کہ انھیں خوف تھا کہ کہیں آپ مدینہ میں اپنے

مددگاروں اور فداکاروں کی جماعت پیدا کرکے ان کی ایذا سے محفوظ نہ ہوجائیں، گویا وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ داعی حق ہیں اور داعی حق کو حق پرستوں کے گروہ میں سے کچھ نہ کچھ یار و مددگار مل جاتے ہیں۔ ہجرت کی رات قریش نے آپکے حجرہ مبارک کے ارد گرد پہرہ لگادیا مگر آپ ایک فداکار کو اپنے بستر پر لٹا کر اور ایک یار غار کو ساتھ لیکر بے پروائی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکل گئے، کافروں نے آپ کا تعاقب کیا اور آپکی گرفتاری کیلئے انعامات مقرر کئے مگر آپ پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں کی گہرائیوں کو عبور کرتے ہوئے انکی دسترس سے باہر ہوگئے۔ پھر ذرا تواضع و انکسار اور عفو و درگذر کی بھی شان دیکھو! فتح مکہ کے موقع پر یہی مظلوم و مقہور شخصیت حاکم و فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہورہی ہے، دس ہزار لشکر جرار ساتھ ہے سواروں اور پیادوں سے زمین پٹی پڑی ہے، اسلامی جھنڈوں کے پھریرول سے آسمان ڈھکا ہوا ہے، ہر ہر قبیلہ اپنے اپنے نشان امتیازی کیساتھ شان و تمکنت کیساتھ چلا جارہا ہے۔ سرکار نامدار بھی اپنی سواری قصوا پر سوار ہیں، سر نیاز درگاہ بے نیاز میں جھکا ہوا ہے، خداوند قدوس کی عظمت و کبریائی کا وظیفہ زبان پر ہے اور اعلان کیا جارہا ہے

الیوم یوم المرحمہ، الیوم تکسی الکعبہ آج دن رحم کا دن ہے، آج کعبہ پر غلاف چڑھایا جائے گا، آج خدا قریش

الیوم یعز اللہ قریشا کو عزت عطا فرمائے گا،

سرکار نامدار صحن حرم میں تشریف فرما ہیں، مفتوحین کے قدم کانپ رہے ہیں، ہاتھ لرز رہے ہیں اور دل دھڑک رہا ہے کہ دیکھئے آج ہمارے ظلم و ستم کا ہمیں کیا بدلہ ملتا ہے، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف ایک نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پوچھا اے قریش تمہیں آج مجھ سے کسی قسم کے سلوک کی توقع ہے؟ سب یکزبان ہوکر بولے آپ ہمارے شریف بھائی کے بیٹے ہیں، ارشاد ہوا اچھا تو جاؤ تم سب آزاد ہو حضور پر نور کی زندگی بہترین رہنما ہے جو اوصاف کریمہ اور اخلاق شریفہ کی ہموار راہوں سے انسانیت کبریٰ کی اعلیٰ منزل پر پہنچاتی ہے، اور آپکی سیرت ایک بلند پایہ درسگاہ ہے جہاں یہ سیکھا جاسکتا ہے کہ کسطرح زبان کی سچائی دل کا خلوص، اور رائے کی پختگی کامیابی کا وسیلہ بن سکتی ہے اور کیونکر راہ حق میں قربانی باطل کو ملیامیٹ کرنیکا ذریعہ ہوسکتی ہے، ہمیں فلاسفۂ یونان، حکمائے روم، اور علمائے فرنگ کی سوانح حیات سے کیا مطلب؟ ہماری عظیم الشان تاریخ کی لائبریری میں ایک ایسی حسین و جمیل کتاب موجود ہے جو سعی و عمل، صبر و ثبات محبت و رحمت، حکمت و سیاست، اور شرف حقیقی یوانسانیت

و کاملہ کی سنہری نقش و نگار سے جگمگا رہی ہے، وہ "سیرۃ طیبہ" ہے سرکار نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی (منفلوطی اضافہ)